رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں آمد

(ایک تحقیقی مطالعہ)

(۳)

سید فضل احمد شمسی

(۷)

بعض روایات میں آیا ہے کہ آنحضور ﷺ دوشنبہ کو مدینہ میں تشریف لائے۔ لیکن ان میں سے اکثر راوی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ (قباء سے) مدینہ تشریف لائے اس دن جمعہ کی نماز بنو سالم میں ادا کی ۔ صاف ظاہر ہے کہ ان روایات میں مدینہ سے مراد حرم مدینہ یعنی یثرب ہے نہ کہ مدینہ ۔ ہم اس کی مثالیں پیش کر سکتے ہیں کہ بعض اصحاب رسول کے بیانات میں مدینہ سے مراد یثرب (حرم مدینہ) ہے مدینہ نہیں ۔ ان اصحاب میں مدینہ کے باشندے بھی شامل ہیں (۱٦٧) ۔ ممکن ہے کہ اولین رواۃ نے یثرب یا حرم مدینہ کہا ہو لیکن بعد کی روایات میں مدینہ کا لفظ آ گیا جس سے ہمیں مغالطہ ہوتا ہے۔

* * * * *

ایک روایت کے مطابق آمد کا دن پنج شنبہ بتایا جاتا ہے یہ بیان یعقوبی کا ہے۔ خود انہوں نے یہ روایت قبول نہیں کی ہے (۱٦٨) یعقوبی (متوفی تقریباً ۲۹۲ ھ) بہت بعد کے بزرگ ہیں ۔ کوئی وجہ نہیں کہ یہ خیال کیا جائے کہ یہ بیان اصحاب رسول میں سے کسی کا رہا ہوگا ۔ ممکن ہے کہ جن صاحب نے یہ دن بتایا تھا ان کے حساب کے مطابق ۱۲ ربیع الاول کو پنج شنبہ کا دن پڑا ہو اور انہوں نے تمام روایات سے صرف نظر کرکے اپنے حساب پر اعتماد کیا ہو ۔

(۸)

اس باب میں شدید اختلاف ہے کہ آنحضور ﷺ کے قباء میں قیام کی مدت کیا تھی ۔ بعض روایات میں چار دن کا قیام بتایا گیا ہے (۱٦٩) ۔ ظاہر ہے کہ ان کے رواۃ یہ خیال کرتے ہیں کہ جس دن آنحضور ﷺ پہلی مرتبہ مدینہ تشریف لائے اس دن حضرت ابو ایوب کے یہاں مقیم ہو گئے تھے ۔ لیکن حضرت انس کا

بیان اوپر گزر چکا ہے کہ حضور ﷺ نے ۱۴ دن وهاں قیام کیا ۔ عروہ بن الزبیر کا بیان بضع عشرہ کا یعنی بارہ دن سے زیادہ کا هے (۱۷۰) ۔ جو حضرت انس کے بیان سے مطابقت رکھتا ہے ۔ سب سے بڑھ کر حضرت عائشه کا بیان ہے کہ آنحضور نے قباء میں بارہ دن سے اوپر قیام کیا (۱۷۱) ۔ لہذا چار دن کے قیام کا کوئی سوال پیدا نہیں هوتا ۔ چنانچه هم یه فرض کرنے پر مجبور هیں که ابن اسحاق وغیرہ نے اس بیان کا که آنحضور ﷺ قباء میں چار روزہ قیام کے بعد مدینه تشریف لائے غلط مطلب یه نکالا که قباء میں چار روز قیام کے بعد آنحضورؐ مدینه منتقل هو گئے جبکه واقعه صرف یه تها که چار روز کے قیام کے بعد آنحضور ﷺ پہلی مرتبه مدینه بنو الخزرج کی آبادیوں میں تشریف لائے اور انکا شایان شان استقبال کیا گیا ۔

ابن حجر اور غالباً ان کے تتبع میں السمہودی کا کہنا هے که ابن اسحاق نے قباء میں قیام کا عرصه پانچ دن بتایا هے اور مغلطائی کا کہنا هے که الدولابی کا بیان هے که قباء میں قیام کی مدت پانچ دن بھی بتائی جاتی هے (۱۷۲) ۔ یه بات ابن حجر سے قبل کسی نے نہیں کہی ۔ خود ابن اسحاق کی کتاب جو سیرت ابن هشام کی شکل میں موجود ہے اس میں چار دن کا ذکر ہے اور وہ بھی صاف طور پر ۔ دوشنبه ، سه شنبه ، چہار شنبه ، اور پنج شنبه ۔ اور یه که آنحضور ﷺ جمعه کو قباء سے مدینه آئے ۔ (۱۷۳) ۔ اگر یه ابن حجر کا یا ان کے کاتب کا سہو نہیں هے تو ممکن ہے که ابن اسحاق نے پانچ شب کے قیام کا ذکر کیا هو جس میں انہوں نے دو شنبه کو بھی شامل کر لیا هو که طلوع آفتاب سے قبل آمد تھی ۔

ایک روایت تین دنوں کی بھی هے ۔ ابن حجر کے بیان کے مطابق ابن عائذ نے حضرت ابن عباس سے ، موسی بن عقبه نے امام الزهری سے ، ابن حبان اور خود موسی بن عقبه نے بیان کیا هے که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے قباء میں تین راتیں گزاریں (۱۷۴) ۔ مغلطائی کا کہنا ہے که الدولابی کا بیان ہے که آنحضور ﷺ نے قباء میں چار دن قیام کیا لیکن یه بھی کہا جاتا ہے که تین دن قیام کیا (۱۷۵) ۔ یه روایت اس لحاظ سے اهم ہے که حضرت عبدالله بن عباس ، الدولابی ، الزهری، ابن حبان اور موسی بن عقبه سے مروی ہے ۔ اب سوال یه ہے که هم نے اس روایت کو کیوں اختیار نہیں کیا ہے ؟ همارا جواب یه ہے که هم نے فی الواقع اس روایت کو اختیار کیا ہے !

یہ تو ظاہر ہے کہ تین دن کا بیان قباء میں پورے قیام کی مدت کے بارے میں نہیں ہے بلکہ اس مدت کا بیان ہے جسکے قیام کے بعد آنحضور ﷺ مدینہ پہلی مرتبہ تشریف لائے ۔ یعنی یہ بیان حضرت عائشہ اور حضرت انس کے بیانات کے مقابلے میں نہیں ہے۔ بلکہ ان روایات کے بظاہر مقابلہ میں ہے جن میں چار دنوں کے قیام کا ذکر ہے۔ یعنی اس مدت کا جو مدینہ میں تشریف آوری سے پہلے قباء میں قیام کی مدت ہے۔

آنحضور ﷺ کے قباء پہنچنے پر قیام کے بارے میں دو روایات آئی ھیں ۔ ایک یہ کہ آپ نے حضرت کلثوم کے یہاں قیام فرمایا ۔ دوسرے یہ کہ آپ نے حضرت سعد بن خیثمہ کے یہاں قیام فرمایا ۔ ان دونوں روایات میں تطبیق یوں دی گئی ہے کہ آنحضور ﷺ نے قیام تو حضرت کلثوم کے یہاں کیا لیکن وہ لوگوں سے ملاقات حضرت سعد بن خیثمہ کے یہاں کیا کرتے تھے ۔ گویا دن کا ایک حصہ حضرت سعد کے یہاں گزرتا تھا ۔ اب آپ ان روایات پر غور کریں جن میں یہ ذکر ہے کہ آنحضور ﷺ جب بنو عمرو بن عوف میں پہنچے تو آپ خاموشی سے بیٹھ گئے اور لوگ آپ کو سلام عرض کرنے آتے رھے جن سے حضرت ابوبکر بات چیت کرتے رھے ۔ یہ بات عیاں معلوم ہوتی ہے کہ آنحضور ﷺ جب بنو عمرو میں پہنچے تو وہ حضرت سعد کے یہاں اترے اور دن کے وقت وھیں رھے اور غروب آفتاب کے وقت حضرت کلثوم کے یہاں گئے ۔ ایسی صورت میں مدینہ آنے سے قبل آنحضور ﷺ کا حضرت کلثوم کے یہاں کا قیام سہ روزہ مدت کا حامل ہوگا ۔ چنانچہ ہم یہ فرض کر لیتے ھیں کہ حضرت ابن عباس وغیرہ کا بیان یہی تھا کہ مدینہ آنے سے قبل آپ نے حضرت کلثوم کے یہاں تین دن قیام کیا ۔ بعد کے رواۃ نے حضرت کلثوم کے یہاں قیام ، بنو عمرو بن عوف میں قیام اور قباء میں قیام کو ایک ھی بات خیال کرتے ہوئے بیان کو خاص سے عام کر دیا یعنی حضرت کلثوم کے یہاں قیام کے بیان کو بنو عمرو بن عوف (یا قباء) میں قیام کا بیان بنا کر ایک صحیح بیان کو دوسرے صحیح بیان سے متصادم کر دیا ۔

(۹)

یثرب میں آمد کی تاریخ روایات میں یکم ربیع الاول سے لے کر ۲۸ ربیع الاول تک آئی ہے (۱۸۳) ۔ اس سے ہم ایک علیحدہ مضمون میں بحث کریں گے۔ یہاں ہم صرف ایک تاریخ یعنی دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ سے بحث کرینگے جسے اکثر اصحاب سیر نے اختیار کیا ہے۔ اس تاریخ کے ساتھ ایک

مسئلہ یہ ہے کہ تقویمی قاعدہ کے مطابق ۱ ہجری میں ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو دوشنبہ کا دن نہیں پڑ سکتا ۔ چنانچہ بہت سے اصحاب نے یہ فرض کر لیا ہے کہ اس دن و تاریخ کا تعلق ہجری تقویم کی بجائے عربوں کی قدیم قمری شمسی تقویم سے ہے جس میں آنحضور ﷺ کی ہجرت کے سال ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو دوشنبہ کا دن رہا ہو گا (۱۸۴) ۔ ہم یہاں اس بحث میں نہیں جائیں گے ۔ ہم یہ فرض کرتے ہوئے کہ ہجرت سے متعلق جو روایات آئی ہیں انکا تعلق ہجری تقویم سے ہی ہے یہ دیکھنے کی کوشش کریں گے کہ زیر بحث دن و تاریخ کی روایت کیونکر وجود پذیر ہوئی ہوگی ۔

آنحضور ﷺ کی آمد کے بارے میں ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ تواتر سے آئی ہے ۔ بلکہ ابن سعد میں ایک جگہ قال (اس نے کہا) کی جگہ پر قالوا (انہوں نے کہا) پڑھ لیا جائے تو اس تاریخ کی روایت حضرت علی ، حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس وغیرہم تک پہنچ جائے گی (۱۸۵) ۔ یہاں پر اگر قال ہی پڑھیں لیکن رجع الحدیث الی الاول (بیان پہلے راوی کی طرف رجوع کرتا ہے) کے معنی یہ لئے جائیں کہ سب سے پہلے راوی کی طرف رجوع کیا جا رہا ہے تو ابن سعدکا بیان الواقدی کا اور ان کے واسطے سے مندرجہ بالا اصحاب رسول ﷺ کا بیان بن جاتا ہے ۔ چنانچہ اس تاریخ سے یہاں بحث کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے ۔

قدماء میں دو تاریخیں متداول رہی ہیں ۔ ایک ۱۲ ربیع الاول کی اور دوسری ۸ ربیع الاول کی دیگرتمام تاریخیں یا تو یہ کہہ کر پیش کی گئی ہیں کہ یہ بھی کہا جاتا ہے یا کسی ایک فرد سے منسوب ہوئی ہیں ۔ ایک لحاظ سے ہم نے یہ دونوں تاریخیں اختیار کی ہیں ان میں یہ تطبیق دی ہے کہ ۸ ربیع الاول کی تاریخ یثرب یعنی قباء میں آمد کی تاریخ اور ۱۲ ربیع الاول مکہ سے ہجرت کے بعد مدینہ میں پہلی تشریف آوری کی تاریخ ہے اور چونکہ مدینہ میں آمد جمعہ کے دن ہوئی تھی لہذا ۱۲ ربیع الاول کو جمعہ کا دن قرار دیا ہے جو ہجری تقویم کے عین مطابق ہے ۔ دوشنبہ کا دن اس لحاظ سے ۸ ربیع الاول کو پڑتا ہے ۔ ہم نے اس روایت میں مدینہ سے مراد یثرب لیا ہے جس میں مدینہ میں آمد دوشنبہ کو بتائی گئی ہے ۔ اس تطبیق کے بموجب آنحضور ﷺ مدینہ بمعنی یثرب دو شنبہ کے روز پہنچے اور مدینہ بمعنی ، مدینہ خاص ۱۲ ربیع الاول کو تشریف لائے بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول کو پہنچے ۔ چونکہ یہ دونوں باتیں بہت مشہور تھیں بعد کے رواۃ نے دونوں کو ملا کر مدینہ میں آمد کا دن دوشنبہ

۱۲ ربیع الاول بنا دیا یعنی یثرب اور مدینه کے خلط مبحث نے تقویمی طور پر ناممکن دن و تاریخ کو یکجا کر دیا ۔ جن لوگوں کے بارے میں آیا ہے که انھوں نے قباء میں آمد کا دن دوشنبه ۱۲ ربیع الاول بتایا ہے ظاهر ہے که بعد کے وہ رواۃ هیں جنھوں نے مدینه میں دوشنبه ۱۲ ربیع الاول کو تشریف لائے ، کو اپنی دانست میں زیادہ متعین کرکے , قباء میں آمد دوشنبه ۱۲ ربیع الاول کو هوئی ، بنا کر ایک پیچیدہ مسئله پیدا کر دیا ہے ۔ اس سلسلے میں هم ابن اسحاق کی مثال پیش کر سکتے هیں جس سے همارے اس خیال کی تائید هوتی ہے ۔ ابن هشام میں ابن اسحاق کے دو بیانات منقــول هـیں ۔ صفحــه ۴۱۵ پر ابن اسحاق کا بیان ہے که آنحضور ﷺ دوشنبه ۱۲ ربیع الاول کو مدینه پهنچے جبکه صفحه ۳۳۳ پر انکا بیان ہے که آنحضور ﷺ دوشنبه ۱۲ ربیع الاول کو قباء پهنچے ۔

دو وجوهات کے باعث یه صاف ظاهر ہے که یه دونوں ابن اسحاق کے بیانات نهیں هو سکتے-اول یه که ابن اسحاق خود مدینه کے رهنے والے تھے اور وہ مدینه اور قباء کو دو مختلف جگهوں کے نام سمجھتے هونگے ۔ وہ کسی طور قباء کو مدینه کا حصه تصور نهیں کر سکتے تھے ۔ ایسی صورت میں وہ ایک هی تاریخ دونوں جگهوں پر پهنچنے کی نهیں دے سکتے تھے ۔ جبکه ان کے بیان کے مطابق آنحضور ﷺ قباء میں چار روز قیام کرنے کے بعد مدینه آئے ۔ دوم یه که مدینه میں آمد کے بارے میں ان کا بیان دوشنبه ۱۲ ربیع الاول کا نهیں هو سکتا کیونکه ان کے بیان کے مطابق آنحضور ﷺ جمعه کو مدینه آئے اور بنـو سالم میں جمعه کی نماز ادا کی ۔ اب سوال یه پیدا هوتا ہے که ان کے بیانات کیا رهے هونگے اور وہ بیانات موجودہ صورت میں کیونکر پهنچے ۔ ایک امکان یه ہے که قباء کے بارے میں ان کا وهی بیان تھا جو منقول ہے ۔ اس صورت میں ان کا دوسرا بیان یه هو سکتا ہے که آنحضور ﷺ جمعه ۱٦ ربیع الاول کو یا صرف ۱٦ ربیع الاول کو مدینه آئے ۔ لیکن سمجھ میں نهیں آتا که یه دوشنبه ۱۲ ربیع الاول میں کیونکر تبــدیل هو گیا ایک امـکان یه ہے که انکے بیانات یه تھے که آنحضور ﷺ قباء میں دوشنبه ۸ ربیع الاول کو اور مدینه میں جمعه ۱۲ ربیع الاول کو(یا صرف ۱۲ ربیع الاول کو) پهنچے ۔ اس صورت میں بھی یه سمجھ نهیں آتا که (جمعه) ۱۲ ربیع الاول دوشنبه ۱۲ ربیع الاول میں کیونکر تبدیل هو گیا ۔ ایک امکان یه نظر آتا ہے که ابن اسحاق کے بیانات یہ تھے که آنحضور ﷺ دوشنبه کو قباء میں وارد هوئے (بغیر تاریخ کے ذکر کے) اور یه که آنحضور ﷺ

مدینہ میں ۱۲ ربیع الاول کو تشریف لائے ۔ (جمعہ کے ذکر کی ضرورت نہ تھی کہ اسکا ذکر پہلے ہی آ چکا تھا کہ آنحضور ﷺ قباء سے جمعہ کو نکلے) ۔ ابن اسحاق کے شاگردوں یا ان کے شاگردوں میں سے ایسے کوئی صاحب جن کو قباء اور مدینہ کا فرق معلوم نہ تھا اور جو قباء کو مدینہ کا اسی طرح حصہ سمجھ رہے تھے جس طرح بنو سالم وغیرہ حصہ ہیں ۔ یعنی جو مدینہ کو حرم مدینہ یا یثرب کا مترادف سمجھتے تھے ۔ انہوں نے پہلے بیان میں تاریخ کا اضافہ کر دیا جو ان کی دانست میں دوسرے بیان سے ثابت تھا اور اسی طرح دوسرے بیان میں تاریخ کا اضافہ کر دیا جو ان کے خیال میں پہلے بیان سے ثابت تھا ۔ اس طرح دونوں بیانات میں دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کا ذکر آ گیا۔چونکہ ان صاحب کو دونوں بیانات میں کوئی تضاد محسوس نہیں ہوا انہوں نے قباء اور مدینہ کو اپنی اپنی جگہ پر رہنے دیا ۔ ان صاحب کو ظاہر ہے کہ جمعہ کا واقعہ کوئی مسئلہ نظر نہیں آیا کیونکہ ان کے خیال میں اس دن آنحضور ﷺ مدینہ میں ایک خاندان کے یہاں سے دوسرے خاندان کے یہاں منتقل ہو گئے ۔ یعنی فقط مدینہ کے ایک محلے سے دوسرے محلے میں منتقل ہوئے ۔

ہمارے مفروضہ کی (اس روایت کی توجیہہ کے علاوہ) ایک اور وجہ ہے۔ ابن الجوزی نے حضرت انس کی روایت نقل کی ہے کہ آنحضور ﷺ رطب سے اور رطب نہ ہو تو تمر سے افطار کرنا پسند فرماتے تھے (۱۶۶) ۔ بقول السمہودی ، البزاز نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ رطب کے زمانہ میں آنحضور ﷺ رطب سے اور جب رطب کا زمانہ نہیں ہوتا تو تمر سے افطار کرنا پسند فرماتے تھے (۱۶۷)۔ اب اس روایت کو دیکھیئے جس کے مطابق آنحضور ﷺ جب حضرت کلثوم کے یہاں پہنچے تو آپ نے رطب طلب فرمایا (۱۶۸) یہ کسی بھی وقت کا واقعہ ہو سکتا ہے لیکن خیال فرمائیے کہ دیگر تمام روایات میں نہ تو کسی چیز کے کھانے کا ذکر ملتا ہے اور نہ ہی بلا کی گرمی کے باوجود پانی پینے یا طلب کرنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دن آنحضور ﷺ روزہ رکھے ہوئے تھے اور حضرت کلثوم کے یہاں اس وقت پہنچے تھے جب افطار کا وقت ہو رہا تھا ۔ (یہاں اس امر کا بھی خیال کرنا چاہئیے کہ مہمان خود میزبان سے کھانے کی فرمائش نہیں کرتا ۔ چنانچہ رطب طلب کرنے والی روایت سے ہمیں یہ سمجھنا چاہیئیے کہ آنحضور ﷺ سے حضرت کلثوم نے دریافت کیا کہ سب سے پہلے کیا حاضر کیا جائے تو آپ نے فرمایا کہ رطب لایا جائے) ۔ ہم صوم عاشورا کا اوپر ذکر کر

چکے ہیں چنانچہ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ بنو عمرو میں آمد کے روز آپ نے دن کا وقت حضرت سعد کے یہاں گزارا تھا اور یہی وجہ ہے کہ حضرت کلثوم کے یہاں قیام کے بارے میں مستند روایات کے باوصف حضرت سعد کے یہاں اترنے کے بارے میں اتنی مستند روایات آئی تھیں کہ بعد کے رواۃ و مورخین نے دونوں روایات میں تطبیق دینا ضروری خیال کیا ۔ البتہ ہماری تطبیق ان سے قدرے مختلف ہے یعنی ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ سب سے پہلے حضرت سعد کے یہاں اترے اور بعد میں حضرت کلثوم کے یہاں گئے لیکن ایک لحاظ سے حضرت کلثوم کے یہاں اترے کیونکہ قیام و طعام انہیں کے ساتھ تھا ۔ غرضیکہ تین سے پانچ دنوں تک کی جو روایات آئی ہیں ہم ان میں ہم آہنگی پاتے ہیں نیز حضرت کلثوم اور حضرت سعد کے یہاں اترنے کی جو بظاہر متضاد روایات آئی ہیں ان میں بھی ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک روایت ۲۲ دنوں کی ہے (۱۷۹) اس کے متعلق دو باتیں ممکن ہیں ۔ اولاً یہ کہ قباء سے مدینہ کو منتقل ہونے کی تاریخ (۲۲ ربیع الاول) کو غلطی سے دنوں کی تعداد بنا دیا گیا یا ثانیاً یہ کہ اس راوی نے جس کے سامنے منتقلی کی تاریخ ۲۲ ربیع الاول تھی آمد کی تاریخ یکم ربیع الاول لے لی (غالباً اولین راوی نے ہجرت کی تاریخ یکم ربیع الاول بتائی ہوگی جس سے ان کی مراد مکہ کو خیر باد کہنا یعنی غار ثور سے روانگی کی تاریخ ہوگی لیکن بعد کے راوی نے، ہجرت کی تاریخ ، سے یثرب میں آمد کی تاریخ مراد لے لی ہوگی) ۔ اور اس طرح قباء میں قیام کی مدت ۲۲ دن بتادی ۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عمر نے مدینہ میں آمد کی تاریخ ۲۸ ربیع الاول بتائی ہے -بقول ابن حجر اور السمہودی یہ بیان ابو سعید نیشاپوری نے اپنی سیرت کی کتاب شرف المصطفی میں دیا ہے (۱۸۰) ۔ ابو سعید (المتوفی ۴۰۷ ھ ۔ ۱۰۱٦ ء) بہت بعد کے مصنف ہیں اور بغیر اسناد کے وہ حضرت عمر سے روایت نہیں کر سکتے ۔ ظاہر ہے کہ جس شخص کا ذکر انہوں نے کیا ہے وہ حضرت عمر فاروق نہیں بلکہ محمد بن عمر بن واقد یعنی مشہور مغازی نگار الواقدی ہیں ۔ ابو سعید بغیر کسی حوالہ کے اور بغیر کسی اور تعین کے الواقدی کو ہی محمد بن عمر کہہ سکتے ہیں اور انکا بیان پیش کر سکتے ہیں ۔ کاتب نے نقل کرنے میں " محمد بن " کو بدخیالی میں چھوڑ دیا اور اس طرح بات حضرت عمر تک جا پہنچی ۔ اب رہا تاریخ کا معاملہ تو ظاہر ہے

که کسی کاتب نے غلطی سے « مضف » (جو لکھا ہوا تھا) نقل کرنے میں «بقیت » کر دیا جیسا کہ ابن حجر اور السمہودی کا بھی خیال ہے (۱۸۱) ۔

گویا ابو سعید کا بیان صرف یہ ہے کہ الواقدی نے آمد کی تاریخ ۲ ربیع الاول بھی بتائی ہے (فی الواقع الواقدی نے ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ اختیار کی ہے لیکن لکھا ہے کہ ۲ ربیع الاول کی تاریخ بھی بیان کی گئی ہے) (۱۸۲) ۔ علاوہ ازیں متعلقہ بیان میں واضح طور پر قباء میں بنو عمرو بن عوف کے یہاں پہنچنے کا ذکر ہے مدینہ میں آمد کا نہیں ، جس کے معنی یہ نکالے جا سکیں کہ آنحضور ﷺ قباء سے مدینہ ۲۸ ربیع الاول کو منتقل ہوئے ۔ چنانچہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا قیاس کہ « محمد بن عمر » کاتب کی بے توجہی سے ، (حضرت) عمر ، بن گیا گویا ثابت ہے ۔

حواشی و حوالہ جات

۱٦٧ ۔ اسکی بہتیری مثالیں ہیں ۔ ہم نے حضرت اسماء اور حضرت انس کے بیانات اوپر درج کئے ہیں بنو عمرو بن عوف سے روایت میں آیا ہے کہ حضرت انس نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو عوالی میں بنو عمرو بن عوف میں ۱۴ دن قیام فرمایا ۔ حضرت اسماء کا بیان ہے کہ جب میں مدینہ آئی تو قباء میں مقیم ہوئی ۔ ظاہر ہے کہ « مدینہ » » ان دونوں کی مراد یثرب یا حرم مدینہ ہے نہ کہ وہ شہر جس سے کئی میل کے فاصلے پر قباء کی بستی واقع ہے ۔ حضرت صفیہ اور حضرت عبداللہ کے بھی بیانات یہی ہیں یعنی مدینہ آنا اور قباء میں ٹھہرنا ۔ (ابن ہشام صفحات ۳۵۳ ، ۳۵۴) ۔

۱٦٧ ۔ اسکی بہتیری مثالیں ہیں ۔ ہم نے حضرت اسماء اور حضرت انس کے بیانات اوپر درج کئے ہیں روایت میں آیا ہے کہ حضرت انس نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو عوالی میں قباء میں ۱۴ دن قیام فرمایا ۔ حضرت اسماء کا بیان ہے کہ جب میں مدینہ آئی تو قباء میں مقیم ہوئی ۔ ظاہر ہے کہ مدینہ » سے ان دونوں کی مراد یثرب یا حرم مدینہ ہے نہ کہ وہ شہر جس سے کئی میل کے فاصلے پر قباء کی بستی واقع ہے ۔ حضرت صفیہ اور حضرت عبداللہ کے بیانات کے بھی یہی ہیں یعنی مدینہ آنا اور قباء میں ٹھہرنا ۔ (ابن ہشام صفحات ۳۵۴ ، ۳۵۳)

۱٦٨ ۔ یعقوبی ، جلد دوم ، صفحہ ۴۱ ۔

۱٦٩ عبدالملک بن وهب المذحجی (ابن سعد ، الجزء الاول ، صفحه ۲۳٦) ابن اسحاق (ابن هشام ، صفحه ۳۳۵) ۔

۱۷۰ ۔ بخاری ، صفحه ۳۰ ۔ سمهودی ، صفحه ۲۵۰ ۔

۱۷۱ ۔ سمهودی ، صفحه ۲۴۸ ۔

۱۷۲ ۔ فتح الباری ، صفحه ۹۹ ۔ مغلطائی ۔ صفحه ۱۵ ، ب ۔ سمهودی صفحه ۲۴۸ ۔) ۔

۱۷۳ ۔ ابن هشام ، صفحه ۳۳۵ ۔

۱۷۴ ۔ ابن حجر وغیره کے قول کے بموجب یه بیان حضرت ابن عباس (بذریعه ابن عائذ) ابن حبـــان ، الزهـــری اور موسی بن عقبه کا هے (فتح الباری ، صفحات ۹۸ ، ۹۹ سمهودی ، صفحه ۲۴۸ ۔)

۱۷۵ ۔ مغلطائی ، صفحه ۱۵ ۔ ب ۔

۱۷٦ ۔ الوفا الجزء الاول والثانی ، صفحه ۱۷۵ ۔

۱۷۷ ۔ سمهودی ، صفحه ۲۷۔

۱۷۸ ۔ ایضاً ، صفحه ۲۴۵ ۔

۱۷۹ ۔ بنو عمرو بن عوف کے کئی اصحاب سے زبیر بن بکار کا بیان هے ۔ نیز موسی بن عقبه کا الزهری سے که مجمع بن جاریه کا بیان هے که آنحضور ﷺ نے ۲۲ دن بنو عمرو میں قیام کیا (فتح الباری ، صفحات ۹۸ و ۹۹) لیکن ابن کثیر کہتے هیں که موسی بن عقبه نے یه بات مجمع بن یزید بن جاریه سے بیان کی هے (ابن کثیر ، صفحه ۱۲

۱۸۰ ۔ فتح الباری ، صفحه ۹۸ ۔ سمهودی ، صفحه ۲۴۷ ۔

۱۸۱ ۔ فتح الباری ، صفحه ۹۸ ۔ سمهودی صفحه ۲۴۷ ۔

۱۸۲ ۔ واقدی ، صفحه ۲ ۔ یہاں یه ذکر دلچسپی سے خالی نه هو گا که ابن سعد نے بھی جو الواقدی کے کاتب تھے اور عـــام طور پر ان کا تتبع کرتے هیں هجرت کی تاریخ دراصل یہی دی هے ۔ (ابن سعد ، المجلد الثانی ، صفحه ٦) یعنی ۱۲ ربیع الاول لیکن بتایا هے که ۲ ربیع الاول کی تاریخ بھی بیان کی جـــاتی هے (انکے بیان کے مطابق آنحضور ﷺ مکه سے پانچ ۵ ربیع الاول کو چلے تھے ظاهر هے که ۲ ربیع الاول کو نہیں پہنچ سکتے تھے) لیکن ان کی کتاب کی پہلی جلد میں یه بیان الٹ گیا هے ۔ وهاں پر آیا هے که آنحضور ﷺ ۲ ربیع الاول کو مدینه پہنچے لیکن ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ بھی بتائی جاتی هے ۔ اس قسم کی غلطیاں هـــوتی رهتی هیں لہذا یه خیال کرنا که ابو سعید نے حضرت عمر هی کے بارے میں بتایا هو گا درست نہیں ۔

۱۸۳ ۔ تفصیلات کے لئے دیکھئیے الواقدی ، صفحه ۲ ۔ ابن هشام ، صفحه ۴۳۳ و ۴۱۵ ۔ ابن سعد ، الجزء الاول ، صفحات ۲۳۲ تا ۲۳۵ اور الجزء الثانی ، صفحه ٦ ۔ الیعقوبی ، الجزء الثانی ، صفحه ۴۱ ۔ الطبری ، الجزء الثانی ، صفحه ۲۴۸ ۔ البیرونی ، آثار ، صفحه ۳۰ ۔ ابن عبدالبر ، الاستیعاب ، صفحه ۴۱ ۔ نیز الدرر فی اختصار المغازی

والسیر ، قاهره ۱۳۸٦ ـ ۱۹٦٦ ع ـ صفحه ۹۱ ـ الطبرسی ، الاعلام الوراء ، طهران ، ۱۳۷۹ ھ۔ صفحه ۱۸ ، ابن الاثیر ، اسد الغابه ، صفحه ۲۱ ـ مغلطائی ، کتاب الاشاره الی سیرت المصطفی ، مخطوطه نمبر ۵۲۳٦ با یزید دولت کتب خانه ، استنبول صفحات ۱۳ ، الف تا ۱۷ الف ـ فتح الباری ، صفحات ۹۷ تا ۹۸ ـ السمهودی ، صفحات ۲۳٦ و ۲۳۷ ـ ابن کثیر ، صفحه ۱۹۰ ، القسطلانی ، صفحه ٦۷ ، دیار بکری ، کتاب الخمیس ، مخطوطه نمبر ۵۲۵۱ بایزید دولت کتب خانه صفحات ۱۵۷ ب تا ۱٦۳ ب ـ الزرقانی ، شرح المواهب اللدنیه ، الجزء الاول ، صفحه ۳۰۷ ـ محسن الامین ، اعیان الشیعه ، بیروت ، ۱۳۷۰ ھ ، الجزء الثانی ، صفحه ۱۳۷ وغیره

۱۸۳ مثلاً کوسیس (Notes on the Arab Calender (Caussin de pereanal

Before islam

ترجمه ایل نوبرون (islamic Culture (L — Nobiron)

جلد ۲۱ (۱۹۴۷) صفحات ۱۳۵ تا ۱۵۱ ـ

محمد حمید الله The Nosi , the Hijarah calender

Journal of the pakistan History Society , جلد ۱٦ (۱۹٦۸) صفحات ۱ تا ۱۸

مولوی اسحاق النبی علوی ، « واقعات سیرت نبوی میں توقیتی تضاد اور اسکا حل » برهان(دهلی) اپریل تا دسمبر ۱۹٦۴ ع (جلد ۵۲ و ۵۳) ـ

۱۸۵ ـ طبقات ، الجزء الاول ، صفحه ۲۳۲ ـ